ثابت نہیں اور یہ اعتقاد سے کہنا کہ مُردوں کی روحیں اس رات میں آتی ہیں بالکل بے ثبوت ہے۔

رجب کی ستائیس تاریخ کو روزہ رکھنا اور اس کو ہزاری روزہ کہنا بدعت ہے اور بے ثبوت امر ہے۔ یوم الشک کا روزہ رکھنا منع ہے یوم الشک کہتے ہیں انتیس تاریخ کو چاند دیکھا نہیں ہیں شعبان میں شبہ ہے کہ چاند ہوگیا ہو تو روزہ رمضان ہوجائیگا ورنہ روزہ نفلی ہوگا۔ ترمذی وغیرہ میں ممانعت کی حدیث موجود ہے۔ مسلمانو ٹھیک شریعت الٰہی پر عامل ہوجاؤ رسومات بدعیہ سے بچو تاکہ آخرت درست ہو ورنہ خسارہ میں پڑوگے۔ بدعتی کی نماز فرض۔ نفل، صدقہ، خیرات کچھ بھی قبول نہیں۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وعید کے متعلق سنن ابن ماجہ میں موجود ہے۔

اصل الاصول

بسلسلہ سابق (قسط ۵)

علامہ ابن تیمیہ کے رسالہ "معارج الوصول" کا ترجمہ

(از عبدالحلیم ناظم صدیقی مولوی فاضل مدیر محدث و مدرس رحمانیہ)

مومنوں کیلئے بھی یہی صفت بیان کیگئی فرمایا۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ — مومن عورت و مرد ان کے بعض بعض کے دوست ہیں۔ یہ لوگ اچھی باتوں کا حکم کرتے اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔

لہٰذا اگر امت محمدی دین میں کسی گمراہی کو کہے اور پھیلائے تو یہ اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں کی ممانعت نہیں ہوئی جو اس امت کا طغرائے امتیاز ہے۔ خدا فرماتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (پ ۲ ع ۱) — اور اسی طرح ہم نے تمکو بہترین امت بنایا ہے۔ کہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تمہارے اوپر گواہ رہیں۔

وسط کے معنی انصاف اور پسندیدہ کے ہیں۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ کو لوگوں پر گواہ ٹھہرایا ہے۔ اور انکی گواہی رسول کی گواہی کے قائم مقام بنائی ہے۔ چنانچہ ایک صحیح حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ سامنے سے ایک جنازہ گذرا۔ لوگوں نے اسکی تعریف کی کہ بہتر انسان تھا۔ آپ نے فرمایا "واجب ہوگئی، واجب ہوگئی" پھر تھوڑی دیر بعد دوسرا جنازہ گذرا۔ لوگوں نے اسکو برا کہا۔ آپ نے فرمایا "واجب ہوگئی۔ واجب ہوگئی" اصحاب کرام نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے دونوں مرتبہ "واجب ہوگئی" فرمایا۔ اس فرمان کا مطلب کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا جس جنازہ کو تم لوگوں نے بہتر قرار دیا اس کیلئے میں نے کہا "جنت واجب ہوگئی" اور جس کو تم لوگوں نے برا قرار دیا (یعنی برائی بیان کی) اس کیلئے میں نے کہا "جہنم واجب ہوگئی" دراصل تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو" لہٰذا جب

خدا تعالیٰ نے مومنوں کو شہداء یعنی گواہ بنایا ہے۔ تو وہ لوگ باطل کی شہادت ہرگز نہیں دیسکتے پس جب انکی یہ شہادت ہو کہ یہ خدا کا حکم ہے تو یقیناً وہ خدا ہی کا حکم ہوگا۔ اسی طرح جب وہ شہادت دیں کہ خدا نے اس چیز سے روکا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کیا ہوگا۔ اگر وہ باطل اور غلطی کی شہادت دیں تو وہ زمین میں اللہ کے گواہ نہیں ہیں۔ مگر مومن کبھی باطل اور جھوٹی شہادت نہیں دیسکتے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کو ان کی شہادتوں میں پاک وصاف کردیا ہے۔ جسطرح اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو ان کی تبلیغ میں پاک وصاف کردیا ہے چنانچہ انبیاء خدا کے متعلق جب کچھ کہتے ہیں تو حق ہی کہتے ہیں۔ اسی طرح امت محمدیہ جب اللہ پر شہادت دیتی ہے تو حق کے ساتھ شہادت دیتی ہے۔ خدا فرماتا ہے۔

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ (پ) جس نے میری طرف رجوع کیا اسکے راستہ کی پیروی کر۔

امت محمدیہ اللہ ہی کیطرف راجع ہے لہذا اسکے راستوں کی پیروی واجب ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (پ) جو لوگ مہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین ہیں اور جن لوگوں نے انکی اچھے کام میں پیروی کی ہے خدا ان سے خوش ہوگیا اور وہ لوگ خدا سے خوش ہوگئے۔

آیت کا مفہوم ظاہر ہے کہ جو شخص ان سابقین کی قیامت تک پیروی کرتا رہے گا خدا اس سے راضی ہے۔ آیت نے یہ بھی بتا دیا کہ ان سابقین کی پیروی کرنیوالا اسی چیز پر عامل ہوگا جس سے اللہ خوش ہو۔ اور اللہ تعالیٰ حق ہی سے راضی ہوتا ہے باطل سے راضی نہیں ہوسکتا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ حق پر رہیں گے۔ تیسری جگہ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (پ۵ ع۱۴) ہدایت ظاہر ہوجانیکے بعد جو شخص رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے غیر کی پیروی کرے تو ہم پھیر دینگے اسکو جدہر وہ پھرا اور ہم اسکو جہنم میں داخل کرینگے۔ اور جہنم برا ٹھکانا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز جتنے شرعی کلمات بولتے تھے امام مالک ان میں اکثر کو ان سے روایت کرتے ہوئے بطور اثر بیان کرتے تھے۔ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد جو لوگ اسلامی خلافت کے والی ہوئے ایسی سنتیں بیان کرگئے کہ جن کو پکڑنا اللہ کی کتاب کی تصدیق اللہ کی اطاعت کا استعمال اور اللہ کے دین پر مدد کرنی ہے کسی شخص کیلئے بھی جائز نہیں کہ ان سنتوں اور طریقوں کو بدل دے۔ اس شخص کی رائے میں غور کرنا بھی جائز نہیں جو ان سنتوں کا خلاف کرے۔ لہذا جو شخص ان بزرگوں کی سنت کا خلاف کرے اور مومنوں کے راستہ کے غیر کی پیروی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اُدھر ہی پھیر دیگا جدہر وہ پھرا اور اسکو جہنم میں داخل کردیگا جو برا ٹھکانا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے جب اصول فقہ میں خاص طور پر کلام شروع کیا تو اجماع پر اسی آیت سے دلیل ذکر کی۔ جیسا کہ انھوں نے اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات نے عمر بن عبد العزیز کی روایت امام مالک سے سنی تھی آیت اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ مومنوں کے خلاف راستہ چلنے والا اسی طرح وعید کا مستحق ہے جس طرح رسول کی مخالفت کرنیوالا (اس کیلئے ہدایت ظاہر ہوجانیکے بعد) وعید کا مستحق ہے۔ اسی آیت سے یہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ صرف یہی صفت

(رسول کی مخالفت) وعید کو واجب کرتی ہے۔ پس اگر دوسری صفت (مومنوں کی مخالفت) وجوب وعید میں داخل نہ ہوتی تو اسکا یہاں پر ذکر کرنا بے فائدہ ہوتا۔ اسجگہ لوگوں کے تین قول ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں۔ مومنوں کے راستے کے غیر کی پیروی بھی رسول کی مخالفت ہے جو اس آیت میں مذکور ہے۔ بعض کا قول ہے رسول کی مخالفت مذمت میں ایک مستقل چیز ہے۔ اسی طرح مومنوں کے خلاف راستہ چلنا بھی مذمت میں ایک مستقل چیز ہے۔

بعض کہتے ہیں۔ رسول کی مخالفت تو بری چیز ہے ہی لیکن مومنوں کے خلاف راستہ چلنا اور زیادہ مذمت کو واجب کرتا ہے جیسا کہ اس پر یہ آیت دلالت کر رہی ہے۔ لیکن یہ پہلے کی جدائی کو نہیں چاہتا۔ بلکہ کبھی اسکو بھی مستلزم ہوتا ہے۔ الغرض ہر وہ شخص جو مومنوں کے خلاف راستے چلے رسول کی مخالفت کرنیوالا بھی فی نفسہ ہوگا۔ اور اسی طرح ہر وہ شخص جو رسول کی مخالفت کرے، مومنوں کے خلاف راستہ اختیار کرے گا۔ گویا یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں جس طرح اللہ اور رسول کی تابعداری میں ہے۔ کہ اللہ کی اطاعت واجب ہے اور رسول کی اطاعت بھی واجب ہے۔ اور اللہ و رسول میں ہر ایک کی نافرمانی موجب مذمت ہے تو یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کو لازم ہیں۔ کیونکہ جس نے رسول کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی ایک صحیح حدیث میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مروی ہے، حضورؐ نے فرمایا۔

من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصانی فقد عصا اللہ ومن عصی امیری فقد عصانی۔	جس نے میری پیروی کی تو اس نے اللہ کی پیروی کی اور جس نے میرے امیر کی پیروی کی تو اس نے میری پیروی کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو اُس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

اور ایک حدیث میں آپ نے فرمایا "انما الطاعة فی المعروف" اطاعت صرف اچھی باتوں میں ہے۔ یعنی جسوقت میرا امیر اچھی باتوں کا حکم کرے اسوقت اس کی تابعداری میری تابعداری ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اس نے رسول کی نافرمانی کی۔ کیونکہ رسول انہیں باتوں کا حکم کرتا ہے جنکا اللہ نے حکم دیا۔ بلکہ یوں کہنا درست ہے کہ جس نے ایک رسول کی پیروی کی تو اُس نے تمام رسولوں کی پیروی کی۔ اور جو ان میں سے ایک پر ایمان لایا وہ تمام پر ایمان لایا۔ اور جس نے ان میں سے ایک کی بھی نافرمانی کی اس نے کل کی نافرمانی کی۔ اور جس نے ان میں سے ایک کو بھی جھٹلایا تو کل کو جھٹلایا۔ اس لئے کہ ہر رسول اپنے پہلے والے رسول کی تصدیق کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ بلاشبہ وہ سچا رسول تھا۔ چنانچہ اس کی پیروی کا حکم کرتا ہے۔ لہذا جس نے ایک رسول کی تکذیب کی تو اس نے اُس کی بھی تکذیب کی جسکو سچ سمجھا ہے اور جس نے کسی رسول کی نافرمانی کی تو اُس نے اسکی بھی نافرمانی کی جس نے اسکو اس رسول کی اطاعت کا حکم کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیا کا دین ایک ہی تھا جیسا کہ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا معشر الانبیاء دیننا واحد ہم پیغمبروں کی جماعت ہیں، ہمارا دین ایک ہی ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا جس کا نوحؑ کو حکم دیا تھا۔ اور جو

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ (شوریٰ ع ۲)

ہم نے تمہاری طرف بھیجا اور جسکا ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم کیا تھا کہ اسی دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

اور فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۝ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ (پ ۱۸ ع ۴)

اے پیغمبرو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ جو تم کرتے ہو میں جانتا ہوں۔ اور بلاشبہ تم لوگوں کا یہ طریقہ ایک ہی طریقہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرتے رہو تو ان کے پیرووں نے اپنے مذہب کو آپس میں ٹکڑے کر ڈالا ہر گروہ اپنے پاس کے خیال پر نازاں ہے۔

نیز فرمایا۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ (پ ۲۱ روم ع ۴)

پس دین ابراہیم پر ہو کر اپنا منہ عبادت کیلئے سیدھا کر۔ اللہ کی فطرت کو لازم پکڑلے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا۔ خدا کی پیدائش کیلئے کوئی تبدیلی و تغیر نہیں یہی درست دین ہے۔ لیکن اکثر لوگوں کو معلوم نہیں۔ اسکی طرف رجوع کرنیوالے ہیں۔ ڈرو اس سے اور نماز کو قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ یعنی ان لوگوں سے نہ ہو جاؤ جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقہ فرقہ ہو گئے۔ ہر گروہ اس چیز کے ساتھ خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔

تمام انبیاء کا دین ایک ہے اور وہ اسلام ہے۔ جیسا کہ اسکو خدا تعالیٰ نے متعدد جگہ ذکر فرمایا۔ اسلام صرف ایک خدا کی فرماں برداری کا نام ہے۔ بایں طور کہ جس وقت جو حکم اللہ تعالیٰ نے دیا اس وقت اسی کی اطاعت کیجائے۔ چنانچہ جس وقت جو نبی آئے اسوقت انکی پیروی دین اسلام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیت المقدس کیطرف متوجہ ہو کر عبادت کرنی منسوخ ہونیکے قبل دین اسلام میں سے تھی۔ پھر جب کعبہ کی طرف رخ کرنیکا حکم ہوا تو اب یہی توجہ دین اسلام سے ہو گئی۔ اور صخرہ بیت المقدس کیطرف توجہ کرنی دین اسلام سے نہ رہی۔ اسی سبب سے یہود و نصاریٰ دین اسلام سے خارج کر دیئے گئے کیونکہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی پیروی اور اسکے رسول کی تصدیق چھوڑ دی۔ اور اس کے عوض اس چیز کو پکڑ لیا جو بدل دگئی اور منسوخ کر دگئی ہے۔ اسی طرح جن لوگوں نے نیا دین نکالا اور بدعت پھیلائی انھوں نے بھی رسول کی سنت کا خلاف کیا۔ اور ایک خود ساختہ یا منسوخ دین کی اتباع کی۔ جس چیز کو رسول لائے اسکی مخالفت یا تو اسلئے ہوئی کہ مخالفت کرنیوالوں کے پاس دوسرے نبی کی شریعت لائی ہوئی تھی جسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ کر دیا۔ یا ان مخالفین کے پاس کوئی شریعت ہی بالکل نہیں۔ دوسری قسم کے وہ تمام ادیان باطلہ ہیں جنھیں شیطان نے اپنے دوستوں کی زبانوں پر جاری کر دیا ہے۔

(باقی آئندہ)